اَللّٰهُ الصَّمَدُ ، لفظ صمد کے بہت سے معنی ہو سکتے ہیں اسی لئے حضرات مفسرین کے اقوال اسمیں بہت سے ہیں امام حدیث طبرانی نے کتاب السنۃ میں ان تمام اقوال کو جمع کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ سب صحیح ہیں اور انمیں جو صفات بیان کی گئی ہیں وہ سب ہمارے رب کی صفات ہیں، لیکن اصل معنی صمد کے یہ ہیں کہ جس کی طرف لوگ اپنی حاجات اور ضروریات میں رجوع کریں اور جو بڑائی اور سرداری میں ایسا ہو کہ اُس سے کوئی بڑا نہیں، خلاصہ یہ کہ سب اُس کے محتاج ہوں وہ کسی کا محتاج نہ ہو (ابن کثیر)

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ، یہ اُن لوگوں کا جواب ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے نسب نامہ کا سوال کیا تھا کہ اس کو مخلوق پر قیاس نہیں کیا جاسکتا جو توالد و تناسل کے ذریعہ وجود میں آتی ہے نہ وہ کسی کی اولاد ہے نہ کوئی اس کی اولاد۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ، کفو کے لفظی معنے مثل اور مماثل کے ہیں، معنے یہ ہیں کہ نہ کوئی اُس کا مثل ہے نہ کوئی اُس سے مشاکلت اور مشابہت رکھتا ہے۔

سورۂ اخلاص میں مکمل توحید اور ہر طرح کے شرک کی نفی ہے

اللہ کے ساتھ کسی کو شریک سمجھنے والے منکرین توحید کی دُنیا میں مختلف اقسام ہوئی ہیں۔ سورۂ اخلاص نے ہر طرح کے مشرکانہ خیالات کی نفی کر کے مکمل توحید کا سبق دیا ہے کیونکہ منکرین توحید میں ایک گروہ تو خود اللہ کے وجود ہی کا منکر ہے بعض وجود کے تو قائل ہیں مگر وجوبِ وجود کے منکر ہیں بعض دونوں کے قائل ہیں مگر کمال صفات کے منکر ہیں۔ بعض یہ سب کچھ مانتے ہیں، مگر پھر عبادت میں غیر اللہ کو شریک ٹھہراتے ہیں، ان سب کے خیالات باطلہ کا رد اَللّٰهُ اَحَدٌ میں ہو گیا، بعض لوگ عبادت میں بھی کسی کو شریک نہیں کرتے مگر حاجت روا اور کارساز اللہ کے سوا دوسروں کو بھی سمجھتے ہیں اُن کے خیال کا ابطال لفظ صمد میں ہو گیا۔ بعض لوگ اللہ کے لئے اولاد کے قائل ہیں اُن کا رد لَمْ يَلِدْ میں ہو گیا۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

سُوْرَةُ الْفَلَقِ

سُوْرَةُ الْفَلَقِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسُ اٰيَاتٍ

سورۂ فلق مدینہ میں نازل ہوئی اور اسکی پانچ آیتیں ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ﴿۱﴾ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ﴿۲﴾ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ

تو کہہ میں پناہ میں آیا صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے جو اُس نے بنائی اور بدی سے اندھیرے کی

اِذَا وَقَبَ ﴿۳﴾ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ﴿۴﴾ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ

جب سمٹ آئے اور بدی سے عورتوں کی جو گرہوں میں پھونک ماریں اور بدی سے بُرا چاہنے والے کی

اِذَا حَسَدَ ﴿۵﴾ ع ۱ ۵ ۳۸

جب لگے ٹوک لگانے

خلاصۂ تفسیر

آپ (اپنے استعاذہ یعنی اللہ سے پناہ مانگنے کے لئے اور دوسروں کو بھی یہ استعاذہ سکھلانے کے لئے جس کا حاصل اللہ پر توکل اور مکمل بھروسہ کی تعلیم ہے۔ یوں) کہیئے کہ میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں۔ تمام مخلوقات کے شر سے اور (بالخصوص) اندھیری رات کے شر سے جب وہ رات آجاوے (رات میں شرور وآفات کا احتمال ظاہر ہے) اور (بالخصوص گنڈے کی) گرہوں پر پڑھ پڑھ کر پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے (اوّل تمام مخلوقات کے شر سے پناہ لینے کا ذکر کرنے کے بعد خاص خاص چیزوں کا ذکر شاید بمناسبت مقام یہ ہو کہ اکثر سحر کی ترتیب اور ترکیب رات کو ہوتی ہے (کذا فی الخازن) تاکہ کسی کو اطلاع نہ ہو اطمینان سے اُس کی تکمیل کر سکیں۔ اور گنڈہ پر دم کرنے والی جانوں یا عورتوں کی مناسبت اس جگہ ظاہر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر اسی طرح ہوا تھا خواہ مرد نے کیا ہو یا عورتوں نے، کیونکہ لفظ نفاثات کا موصوف نفوس بھی ہو سکتے ہیں جو مرد و عورت دونوں کو شامل ہیں اور عورتیں بھی اس کی موصوف ہو سکتی ہیں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جو یہودیوں نے سحر کیا تھا اُس کا اصل منشا حسد تھا۔ اس طرح سحر کے متعلقہ جتنی چیزیں تھیں سب سے استعاذہ ہو گیا اور باقی شرور وآفات کو شامل کرنے کے لئے من شر ما خلق فرما دیا۔ اور آیت میں جو اللہ کی صفت رب الفلق یعنی صبح کا مالک ذکر کی گئی حالانکہ اللہ تو صبح اور شام سبھی چیزوں کا رب اور مالک ہے۔ اس تخصیص میں شاید اشارہ اس طرف ہو کہ جیسے اللہ تعالیٰ رات کی اندھیری کا ازالہ کر کے صبح کی روشنی نکال دیتا ہے اسی طرح سحر کا بھی ازالہ کر سکتا ہے۔

معارف و مسائل

یہ سورت سورۂ فلق اور اس کے بعد کی سورۂ ناس دونوں سورتیں ایک ساتھ ایک ہی واقعہ میں نازل ہوئی ہیں۔ حافظ ابن قیم رہ نے ان دونوں سورتوں کی تفسیر یکجا لکھی ہے اُس میں فرمایا ہے کہ ان دونوں سورتوں کے منافع اور برکات اور سب لوگوں کو اُن کی حاجت و ضرورت ایسی ہے کہ کوئی انسان ان سے مستغنی نہیں ہو سکتا ان دونوں سورتوں کو سحر اور نظر بد اور تمام آفات جسمانی و روحانی کے دُور کرنے میں تاثیر عظیم ہے اور حقیقت کو سمجھا جائے تو انسان کو اس کی ضرورت اپنے سانس اور کھانے پینے اور لباس سب چیزوں سے زیادہ ہے اسکا

واقعہ مسند احمد میں اس طرح آیا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک یہودی نے جادو کر دیا تھا جس کے اثر سے آپ بیمار ہوگئے۔ جبرئیل امین نے آکر آپؐ کو اطلاع کی کہ آپؐ پر ایک یہودی نے جادو کیا ہے اور جادو کا عمل جس چیز میں کیا گیا ہے وہ فلاں کنوئیں کے اندر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں آدمی بھیجے وہ یہ جادو کی چیز کنوئیں سے نکال لائے اُس میں گرہیں لگی ہوئی تھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان گرہوں کو کھول دیا اُسی وقت آپؐ بالکل تندرست ہوکر کھڑے ہوگئے (اور اگرچہ جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ کو اُس یہودی کا نام بتلا دیا تھا اور آپؐ اُس کو جانتے تھے مگر اپنے نفس کے معاملے میں کسی سے انتقام لینا آپؐ کی عادت نہ تھی اسلئے) عمر بھر اُس یہودی سے کچھ نہیں کہا اور نہ کبھی اُس کی موجودگی میں آپؐ کے چہرۂ مبارک سے کسی شکایت کے آثار پائے گئے (وہ منافق ہونے کی وجہ سے حاضر باش تھا) اور صحیح بخاری کی روایت حضرت عائشہ رضؓ سے یہ ہے کہ آپؐ پر ایک یہودی نے سحر کیا تو اس کا اثر آپؐ پر یہ تھا کہ بعض اوقات آپؐ محسوس کرتے تھے کہ فلاں کام کر لیا ہے مگر وہ نہیں کیا ہوتا۔ پھر ایک روز آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالےٰ نے بتلا دیا ہے کہ میری بیماری کیا ہے، اور فرمایا کہ (خواب میں) دو شخص آئے، ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا، ایک پاؤں کی طرف، سرہانے والے نے دوسرے سے کہا کہ ان کو کیا تکلیف ہے، دوسرے نے کہا کہ یہ مسحور ہیں، اس نے پوچھا کہ سحر ان پر کس نے کیا ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے جو یہودیوں کا حلیف منافق ہے اُس نے پوچھا کہ کس چیز میں جادو کیا ہے، اُس نے بتلایا کہ ایک کنگھے اور اُس کے دندانوں میں، پھر اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے تو اُس نے بتلایا کہ کھجور کے اُس غلاف میں جس میں کھجور کا پھل پیدا ہوتا ہے بئرِ ذروان (ایک کنوئیں کا نام ہے) میں ایک پتھر کے نیچے مدفون ہے۔ آپ اُس کنوئیں پر تشریف لے گئے اور اسکو نکال لیا، اور فرمایا کہ مجھے خواب میں یہی کنواں دکھلایا گیا تھا۔ حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ آپؐ نے اسکا اعلان کیوں نہ کر دیا (کہ فلاں شخص نے یہ حرکت کی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ نے شفا دیدی۔ اور مجھے یہ پسند نہیں کہ میں کسی شخص کے لئے کسی تکلیف کا سبب بنوں (مطلب یہ تھا کہ اسکا اعلان ہوتا تو لوگ اسکو قتل کر دیتے یا تکلیف پہنچاتے) اور مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ آپؐ کا یہ مرض چھ مہینے تک رہا اور بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ جن صحابہ کرام کو معلوم ہوگیا تھا کہ یہ کام لبید بن اعصم نے کیا ہے انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اس خبیث کو کیوں قتل نہ کر دیں، آپؐ نے وہی جواب دیا جو صدیقہ عائشہؓ کو دیا تھا، اور امام ثعلبی کی روایت میں ہے کہ ایک لڑکا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا، اس منافق یہودی نے اُس کو بہلا پھسلا کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا کنگھا اور کچھ اُس کے دندانے اس سے حاصل کر لئے اور ایک تانت کے تار میں گیارہ گرہیں لگائیں، ہر گرہ میں ایک سوئی لگائی، کنگھے کے ساتھ اُس کو کھجور کے پھل کے غلاف میں رکھ کر ایک کنوئیں میں پتھر کے نیچے دبا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دو سورتیں نازل فرمائیں جن میں گیارہ آیتیں ہیں، آپؐ ہر گرہ پر ایک ایک آیت پڑھ کر ایک ایک کھولتے رہے یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں،

اور آپ سے اچانک ایک بوجھ سا اُتر گیا (یہ سب روایتیں تفسیر ابن کثیر سے لی گئی ہیں)

سحر کے اثر سے متأثر ہو جانا نبوت و رسالت کے منافی نہیں

جو لوگ سحر کی حقیقت سے ناواقف ہیں اُن کو تعجب ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر کیسے ہو سکتا ہے۔ سحر کی حقیقت اور اُس کے اقسام و احکام پوری تفصیل کے ساتھ سورۂ بقرہ کی تفسیر معارف القرآن جلد اول ص۲۱۷ تا ص۲۳۳ میں بیان کئے جا چکے ہیں وہاں دیکھ لئے جائیں۔ خلاصہ اسکا جسکا جاننا یہاں ضروری ہے اتنا ہے کہ سحر کا اثر بھی اسباب طبعیہ کا اثر ہوتا ہے جیسے آگ سے جلنا یا گرم ہونا، پانی سے سرد ہونا۔ بعض اسباب طبعیہ سے بخار آجانا یا مختلف قسم کے درد و امراض کا پیدا ہو جانا ایک امر طبعی ہے جس سے پیغمبر و انبیاء مستثنیٰ نہیں ہوتے اسی طرح سحر و جادو کا اثر بھی اسی قسم سے ہے اس لئے کوئی بعید نہیں۔

معوذتین ہر قسم کی دُنیوی اور دینی آفات سے حفاظت کا قلعہ ہیں، ان کے فضائل

یہ تو ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ دُنیا و آخرت کا ہر نفع نقصان اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے بغیر اس کی مشیت کے کوئی کسی کو ایک ذرہ کا نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتا تو دُنیا و آخرت کی تمام آفات سے محفوظ رہنے کا اصل ذریعہ ایک ہی ہے کہ انسان اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دیدے اور اپنے عمل سے اُس کی پناہ میں آنے کے قابل بننے کی کوشش کرے۔ ان دونوں سورتوں میں پہلی یعنی سورۂ فلق میں تو دُنیاوی آفات سے اللہ کی پناہ مانگنے کی تعلیم ہے اور دوسری سورت یعنی سورۂ ناس میں اُخروی آفات سے بچنے کے لئے اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے۔ مستند احادیث میں ان دونوں سورتوں کے بڑے فضائل اور برکات منقول ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت عقبہ ابن عامر رضؓ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں کچھ خبر ہے کہ آج کی رات اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ایسی آیات نازل فرمائی ہیں کہ اُنکی مثل نہیں دیکھی یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تورات۔ انجیل اور زبور اور قرآن میں بھی اُن کی مثل کوئی دوسری سورت نہیں ہے۔ ایک دوسری روایت انہی حضرت عقبہؓ سے ہے کہ ایک سفر میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو معوذتین پڑھائی اور پھر مغرب کی نماز میں انہی دونوں سورتوں کی تلاوت فرمائی اور پھر فرمایا کہ ان سورتوں کو سونے کے وقت بھی پڑھا کرو اور پھر اُٹھنے کے وقت بھی (رواہ النسائی) اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے ان دونوں سورتوں کو ہر نماز کے بعد پڑھنے کی تلقین فرمائی (رواہ ابوداؤد والنسائی)

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بیماری پیش آتی تو یہ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر دم کر کے سارے بدن پر پھیر لیتے تھے۔ پھر جب مرض وفات میں آپکی تکلیف بڑھی تو میں یہ سورتیں پڑھ کر آپکے ہاتھوں پر دم کر دیتی تھی آپؐ اپنے تمام بدن پر پھیر لیتے تھے۔ میں یہ کام اسلئے کرتی تھی کہ حضرت کے مبارک ہاتھوں کا بدل میرے ہاتھ نہ ہو سکتے تھے (رواہ الامام مالک) (یہ سب روایتیں تفسیر ابن کثیر سے نقل کی گئی ہیں) اور حضرت عبداللہ بن حبیبؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں بارش

اور سخت اندھیری تھی ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے کے لئے نکلے، جب آپؐ کو پایا تو آپ نے فرمایا کہ کہو، میں نے عرض کیا کہ کیا کہوں، آپؐ نے فرمایا، قل ھو اللہ احد اور معوذتین پڑھو، جب صبح ہو اور جب شام ہو تین مرتبہ یہ پڑھنا تمھارے لئے ہر تکلیف سے امان ہوگا (رواہ الترمذی ابو داؤد والنسائی ۔مظہری)

خلاصہ یہ ہے کہ تمام آفات سے محفوظ رہنے کے لئے یہ دو سورتیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا معمول تھیں۔ آگے سورت کے الفاظ کے ساتھ تفسیر دیکھئے۔

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، فلق کے لفظی معنے پھٹنے کے ہیں مراد رات کی پو پھٹنا اور صبح کا نمودار ہونا ہے جیسا ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ کی صفت فالق الاصباح آئی ہے۔ اس کلمہ میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات میں سے اس کو اختیار کرنے کی حکمت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ رات کی اندھیری اکثر شرور و آفات کا سبب بنتی ہے اور صبح کی روشنی اس کو دور کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ کی اس صفت میں یہ اشارہ ہے کہ جو اس کی پناہ مانگے گا اللہ تعالیٰ اُس کی تمام آفات کو دور فرما دیگا (مظہری)

لفظ شر کے معنی از علامہ ابن قیمؒ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ لفظ شر دو چیزوں کے لئے عام اور شامل ہے۔ ایک آلام و آفات، جن سے براہ راست انسان کو رنج و تکلیف پہنچتی ہے دوسرے وہ چیزیں جو آلام و آفات کے موجبات اور اسباب ہیں۔ اس دوسری قسم میں کفر و شرک اور تمام معاصی بھی لفظ شر کے مفہوم میں داخل ہیں۔ قرآن و حدیث میں جن چیزوں سے پناہ کا ذکر آیا ہے وہ ان دونوں قسموں میں سے کسی ایک میں داخل ہوتی ہیں کہ یا تو وہ خود آفت یا مصیبت ہوتی ہیں یا اُنکے لئے سبب موجب ہوتی ہیں۔ نماز کے آخر میں جو دعا استعاذہ مسنون ہے اسمیں چار چیزیں مذکور ہیں۔ عذابِ قبر۔ عذابِ نار۔ فتنۃ المحیا والممات۔ انمیں پہلی دو چیزیں خود مصیبت و عذاب ہیں اور آخری دو چیزیں مصیبت و عذاب کے اسباب ہیں۔

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ کے لفظ میں ساری مخلوقات کا شر داخل ہے اس لئے یہ کلمہ تمام شرور و آفات سے پناہ لینے کے لئے کافی تھا مگر اس جگہ تین چیزوں کو ممتاز کر کے اُن کے شر سے پناہ مانگنے کا علیحدہ ذکر فرمایا جو اکثر آفات و مصائب کا سبب بنتی ہیں۔ پہلے فرمایا مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ اسمیں لفظ غاسق، غسق سے مشتق ہے جس کے معنی اندھیری کا پھیل جانا اور چھا جانا ہے اس لئے غاسق کے معنی حضرت ابن عباسؓ اور حسنؒ اور مجاہدؒ نے رات کے لئے ہیں اور وقب وقوب سے مشتق ہے جس کے معنی اندھیری کے پوری طرح بڑھ جانے کے ہیں معنی یہ ہیں کہ میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں رات سے جبکہ اُس کی اندھیری پوری ہوجائے رات کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ یہی وقت جنات و شیاطین اور موذی جانوروں اور حشرات الارض اور چوروں ڈاکوؤں کے پھیلنے اور دشمنوں کے حملہ کرنے کا وقت ہوتا ہے اور جادو کی تاثیر بھی رات میں زیادہ ہوتی ہے۔ صبح ہوتے ہی ان چیزوں کا تسلط ختم ہوجاتا ہے (ابن قیم) دوسری چیز یہ فرمائی کہ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ، نفاثات، نفث سے مشتق ہے جس کے معنی پھونک مارنے کے ہیں۔ اور عُقَد عقدۃ کی جمع ہے جس کے معنی گرہ کے ہیں۔ جادو کرنے والے ڈورے وغیرہ میں گرہ

لگا کر اُس پر جادو کے کلمات پڑھ کر پھونکتے ہیں۔ نفاثات فی العقد کے معنی ہوئے گرہوں پر پھونکنے والیاں مراد جادو کرنے والیاں ہیں اور لفظ نفاثات کا موصوف نفوس بھی ہوسکتا ہے جس میں مرد و عورت دونوں داخل ہیں اس صورت میں جادو کرنے والیوں سے مراد جادو کرنے والی جانیں ہوں گی اور ظاہر یہ ہے کہ اسکا موصوف عورتیں ہیں۔ عورتوں کی تخصیص شاید اس لئے کی گئی کہ جادو کا کام عموماً عورتیں کرتی ہیں اور کچھ خلقۃً عورتوں کو اس سے مناسبت بھی زیادہ ہے۔ اور یا اس لئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جادو کرنے کا جو واقعہ ان سورتوں کا سبب نزول ہوا اس میں جادو کرنے والیاں ولید بن اعصم کی لڑکیاں تھیں جنھوں نے باپ کے کہنے سے یہ کام کیا تھا۔ اس لئے اس جادو کی نسبت ان کی طرف کر دی گئی۔ اور جادو کرنے والوں سے پناہ مانگنے کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کرنے کی یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ سبب نزول بھی جادو کا واقعہ ہے اور یہ بھی کہ اسکا شر اور ضرر اس لئے زیادہ ہے کہ انسان کو اس کی خبر بھی نہیں ہوتی بے خبری کی وجہ سے اس کے ازالہ کی طرف توجہ نہیں ہوتی، وہ بیماری سمجھ کر دوا دارو میں لگا رہتا ہے اور تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

تیسری چیز جو خصوصیت کے ساتھ ذکر کی گئی وہ حاسد اور حسد ہے اس کی تخصیص کی وجہ بھی یہی دونوں ہوسکتی ہیں کیونکہ آپؐ پر جادو کرنے کا اقدام اسی حسد کے سبب سے ہوا۔ یہود اور منافقین آپؐ کی اور مسلمانوں کی ترقی کو دیکھ کر جلتے تھے، اور ظاہری جنگ و قتال میں آپ پر غالب نہیں آسکے تو جادو کے ذریعہ اپنی حسد کی آگ کو بجھانا چاہا، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حاسد دنیا میں بے شمار تھے اس لئے بھی خصوصیت سے پناہ مانگی گئی۔ نیز حاسد کا حسد اُس کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتا وہ ہر وقت اس کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتا ہے اس لئے یہ ضرر شدید بھی ہے حسد کہتے ہیں کسی کی نعمت و راحت کو دیکھ کر جلنا اور یہ چاہنا کہ اس سے یہ نعمت زائل ہوجائے چاہے اسکو بھی حاصل نہ ہو، یہ حسد حرام اور گناہ کبیرہ ہے اور یہ سب سے پہلا گناہ ہے جو آسمان میں کیا گیا اور سب سے پہلا گناہ ہے جو زمین میں کیا گیا، کیونکہ آسمان میں ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام سے حسد کیا اور زمین پر اُن کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے کیا (قرطبی) حسد سے ملتا جلتا غبطہ ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ یہ نعمت مجھے بھی حاصل ہوجائے یہ جائز ہے بلکہ مستحسن ہے۔

یہاں تین چیزوں سے خصوصی پناہ مانگنے کا ذکر ہے مگر پہلی اور تیسری میں تو ایک ایک قید کا ذکر کیا گیا۔ پہلی غاسق کے ساتھ اذا وقب فرمایا، اور تیسری میں حاسد کے ساتھ اذا حسد فرمایا، اور درمیانی چیز یعنی جادو کرنے والوں میں کوئی قید ذکر نہیں فرمائی۔ سبب یہ ہے کہ جادو کی مضرت عام ہے اور رات کی مضرت اُسی وقت ہوتی ہے جب اندھیری پوری ہوجائے، اسی طرح حاسد کا حسد جب تک وہ اپنے حسد کی وجہ سے کسی ایذا پہنچانے کا اقدام نہ کرے اُس وقت تک تو اُسکا نقصان خود اُسی کی ذات کو پہنچتا ہے کہ دوسرے کی نعمت کو دیکھ کر جلتا کڑھتا ہے، البتہ محسود کو اسکا نقصان اسوقت پہنچتا ہے جبکہ وہ مقتضائے حسد پر عمل کر کے ایذا رسانی کی کوشش کرے اسلئے پہلی اور دوسری چیز میں یہ قیدیں لگا دی گئیں۔